سوز

20 MAR 2001

اپنے بچوں کے لئے

ایک پرانی کتاب سے

طالب دعا عائلہ سید جبار حسین مرحوم

فہرست سوز

اہل زمین

نمبر	ابتدائی مصرع	صفحہ	نمبر	ابتدائی مصرع	صفحہ
۱	لاشے پہ حسینؑ کے جب آئی زینب	۹	۱۴	بشر کے جسم سے رنج فراق جاں پوچھو	۱۴
۲	دل صاحب اولاد سے انصاف طلب ہے	۹	۱۵	جب کھائی سناں سرور ریاض حسنی نے	۱۴
۳	جو دردماس گل پہ جو گل ہو گلستاں رسالت کا	۱۰	۱۶	غش سے جب عابد بیمار نے فرصت پائی	۱۴
۴	عباسؑ کو حسینؑ جو دریا پہ رو چکے	۱۰	۱۷	بہی فرات پہ پیاسوں کے خون کی ندی	۱۵
۵	مر جائے جو فرزند تو کیا چاہا ہے	۱۱	۱۸	قدرت کے آفتاب کا مطلع حسینؑ ہے	۱۵
۶	تھا حکم یہ یزید کا پانی بشر پئیں	۱۱	۱۹	دل سب کا اسی باغ سے وابستہ ہے	۱۵
۷	جبکہ مارے گئے دریا کے کنارے عباسؑ	۱۲	۲۰	کہتا نہیں میں یہ کہ بجا کہتے ہیں	۱۶
۸	شہ نے کہا عابدؑ سے کہ اب گھر ہے خبردار	۱۲	۲۱	ہر جزو کل کو عشق خدا ہے بقدر حال	۱۶
۹	شہ کہتے تھے زینبؑ سے کہ نہ گھبراؤ بہن	۱۳	۲۲	جب شام کے حاکم نے خبردار سے پوچھا	۱۶
۱۰	جب رن میں اسیر ہو کے آئی زینبؑ	۱۳	۲۳	عشق خدا کا بار نہ کہسار سے اٹھا	۱۷
۱۱	کہتی تھی سکینہ نانا ٹھانیولا	۱۳	۲۴	کسی کا درد دل اے یار کوئی بیدرد کیا جانے	۱۷
۱۲	کیا مرتبہ شاہ حجازی کا ہے	۱۳	۲۵	اصغر کو جب گود میں لیکر سر رن کو جا پہنچے	۱۷
۱۳	اس کو مجرا جو یہاں کرتی تھی بھائی بھائی	۱۳	۲۶	خدمت شاہ میں رخصت کو جب آئے اکبر	۱۸

فہرست سوز

نمبر شمار	ابتدائی مصرع	صفحہ	نمبر شمار	ابتدائی مصرع	صفحہ
۷۹	ستم درازی دوراں سے اب بھی چین نہیں	۳۹	۹۲	جہاں میں گذرے ہیں عشاق ایسے بھی اکثر	۴۳
۸۰	کشتۂ جور و جفا دین کے نگہبان حسینؑ	۳۹	۹۳	اِک روز حسنؑ کے چار طرف عید کی خبر	۴۴
۸۱	یاد آؤں تو افسوس نہ اصلا کرنا	۳۹	۹۴	گزر منزلِ تسلیم و رضا مشکل ہے	۴۵
۸۲	حُر عسکرِ اسلام کا سالار ہوا	۴۰	۹۵	شہرِ مدینہ کا بیوپاری پھر اُجڑا بنجارا ہے	۴۵
۸۳	اے خاکِ کربلا تو اُس احسان کو نہ بھول	۴۰	۹۶	چلتے چلتے گیا شبیرؑ کا رہوار جو تھم	۴۶
۸۴	اے مسافرہ غربت کے مدینے والے	۴۰	۹۷	اے صبا گلشنِ احمدؐ پہ خزاں کیوں آئی	۴۶
۸۵	عیاں ہوتا ہے حق گمراہیاں جب سے بڑھتی ہیں	۴۰	۹۸	حاصل جسے مولا کی حضوری ہو جائے	۴۶
۸۶	ریتی کی سجدہ گاہ پہ خون پیمبری	۴۱	۹۹	آب و آتش ایک ہی گویا تھے باہم گر	۴۷
۸۷	شور ہے شام کے لشکر میں کہ عباس آتے	۴۱	۱۰۰	حسینؑ گھوڑے پہ جس دم ڈگمگانے لگا	۴۷
۸۸	اِک طفلِ شیر خوار کی ہے داستاں عجیب	۴۲	۱۰۱	پہنچی یہ سکینہؑ کو خبر جبکہ کسی سے	۴۸
۸۹	آنکھوں کی طرح قلبِ پیمبر میں حسینؑ	۴۲	۱۰۲	عالم میں جو تھے فیض کے دریا وہ کہاں ہیں	۴۸
۹۰	جو حاصلِ حیات تھا عالم میں وہ حسینؑ	۴۳	۱۰۳	کھا کے سناں جو سینہ پہ اکبرؑ گذر گئے	۴۹
۹۱	شام سے دمشق میں آئے جس گھڑی زینب	۴۳	۱۰۴	جو وقت طبلِ جنگ بجا فوجِ ظلم میں	۴۹

فہرست سوز

نمبر شمار	ابتدائی مصرع	صفحہ	نمبر شمار	ابتدائی مصرع	صفحہ
۱۰۵	بتائیں کربلا میں ہم کو کیا معلوم ہوتا ہے	۵۰	۱۱۸	قرآن اِک حسن بام پر پڑھتی تھیں بنتِ حیدر	۵۵
۱۰۶	جب سُنا شمرؑ نے سقائے حرم آتا ہے!	۵۰	۱۱۹	تشنگی شاہ کی کیوں یاد نہ دلائے گھٹا	۵۶
۱۰۷	کام آئے رفقائے شاہ کے جب میداں میں	۵۰	۱۲۰	سنو یارو کام حسینؑ نے وہ عشق میں کر لیا	۵۶
۱۰۸	جس روز کہ ہوا اذا السماء انشقت	۵۱	۱۲۱	کبوتر غرقِ خوں ہو کر در صغراؑ پہ جا بیٹھا	۵۶
۱۰۹	دیکھا جب ہندہ نے سجاد کو زنداں میں اسیر	۵۱	۱۲۲	رو ئیں پربت پہاڑ بھی بن بن پکار	۵۷
۱۱۰	محمدؐ مصطفےٰ نے جس گھڑی دنیا سے رحلت کی	۵۲	۱۲۳	شہ کہتے تھے بیٹا مری دولت جو دلبند ہے	۵۷
۱۱۱	مقید کر کے زین العابدین کو لے چلے جبدم	۵۲	۱۲۴	اکبرؑ نے کہا بابا دُعائیں پڑھنا	۵۸
۱۱۲	اے شافعِ روزِ جزا بلغ العلےٰ بکمالہ	۵۳	۱۲۵	لوٹ لیا بنجارہ بن میں	۵۸
۱۱۳	شمر کو لاشہ سے اب بھی کوئی یاد رہا ساتھ ہے	۵۳	۱۲۶	شہ کہتے تھے زینبؑ سے نہ گھبراؤ بہن	۵۸
۱۱۴	ندیا کنارے با لو بی بی گھڑی یہ پکارا شبیرؑ	۵۳	۱۲۷	تو اپنے ایک جام پہ نازاں ہے ساقیا	۵۹
۱۱۵	خدا کا خاصہ امت کا خلاصہ رسول کا نواسہ کوثر کا	۵۴	۱۲۸	جب حرم آئے امیرِ شام کے دربار میں	۵۹
۱۱۶	آج مدینہ میں ہیں غم کی فراوانیاں	۵۴	۱۲۹	اے سبطِ نبی وہ کام کر دکھایا تو نے	۵۹
۱۱۷	عزیزو آج یہ نیرنگ ہے زمانے میں	۵۵	۱۳۰	لاشے جب زینبؑ کے دونوں لا کے رکھے شاہ دیں	۶۰

فہرست سوز

نمبر	ابتدائی مصرع	صفحہ	نمبر	ابتدائی مصرع	صفحہ
۱۳۱	ظہر تک جب نقاشاہ کے مقتول ہوگئے	۶۰	۱۴۱	قیامت آئی حرم سرا میں حسین شاہ دیں کی سواری آئی	۶۴
۱۳۲	نکلے خیمے سے جو ہتھیار لگائے عباسؑ	۶۱	۱۴۲	عالم میں بیمثال ہے یہ کربلا کی جنگ	۶۴
۱۳۳	بشر کے جسم سے رنجِ فراقِ جاں پوچھو	۶۱	۱۴۳	یں ایک نصاریٰ سے میں ازرہِ ناوانی	۶۵
۱۳۴	ایمان جس کا پھل ہے وہ ایما حسینؑ ہے	۶۲	۱۴۴	ظلم و ستم و جور کی طاقت لے لی	۶۵
۱۳۵	جب رات عبادت میں بسر کی شہِ دیں نے	۶۲	۱۴۵	پانی جو وہ فاطمہ کا جانی مانگے	۶۵
۱۳۶	نونہال چمن فاطمہ زہراؑ حسینؑ	۶۲	۱۴۶	یونہی زیست کے دن گذر جائیں گے	۶۵
۱۳۷	آفاق میں کبھی یہ ستم کا چلن نہ تھا	۶۳	۱۴۷	خواب میں کسکو ہر دل کا عطا عبدؑ ہوا	۶۶
۱۳۸	مضطرِ دلِ سلطانِ حجازی نہ ہوا	۶۳	۱۴۸	کہتی تھی سکینہؑ گھر کا جلتا دیکھا	۶۶
۱۳۹	لگے ہتھیار جب اکبرؑ لگاتے	۶۳	۱۴۹	شہ کہتے تھے خالق کا تماشا ہوں میں	۶۶
۱۴۰	اکبرؑ نے کہا بابا عبث مضطر ہو	۶۴	۱۵۰	مرقد بھی شہیدوں کے بناتے نہ گئے	۶۶

صفحہ ۶۷ پر میر انیس کی رباعیات اور مختلف مرثیوں میں سے چند مکالماتِ رخصت اور واقعاتِ رزم ملاحظہ فرمائیے!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوز نمبر ۱

لاشے پہ حسینؑ کے جب آئی زینبؑ — آفت کے سخن لب پہ یہ لائی زینبؑ
بھائی نہ ملے گا مجھے تجھ سا بھائی — ڈھونڈیگی اگر ساری خدائی زینبؑ

سوز نمبر ۲

دِل صاحب اولاد سے انصاف طلب ہے — دُنیا میں پسر باپ کی زینت کا سبب ہے
اولاد کا ہونا بھی عجب بخششِ رب ہے — یہ سچ ہے مگر داغ بھی بیٹے کا غضب ہے

رونے کی ہے جا ظلم نیا کرتی ہے تقدیر
شبیرؑ سے اکبرؑ کو جدا کرتی ہے تقدیر

بیٹا بھی وہ بیٹا کہ جو تصویرِ پیمبرؐ — اخلاق میں مانند حسنؑ زور میں حیدرؑ
خوش لہجہ و خوش خصلت و خوش وضع سراسر — معشوق جہاں رونقِ دیں عاشقِ داور

انصاف سے سب صاحبِ اولاد بتادیں
اس طرح کے فرزند کو مرنے کی رضا دیں

سوز ۳

درود اُس گل پہ جو گل ہے گلستانِ رسالت کا   بہار باغِ زہرا رنگ بستانِ امامت کا
ہے کیا معجز نما بوٹا خیابانِ کرامت کا   کہ جسکی شاخ اک طوبیٰ بھی ہے رضوانِ جنت کا
حسینؑ ابرِ کرم دریا ہے کیا بارانِ رحمت کا

چلے عباس جب غصہ میں آکر پانی لانے کو   کہا شہ نے کہ آؤ مت جھگڑا بڑھانے کو
مٹاؤ قصہ ڈالو خاک سب تکرار جانے دو   عبث لڑتے ہو پانی پر انہیں کو پینے کھانے دو
کہیں گے سب کہ پانی لے لیا نانا کی اُمت کا

سوز ۴

عباسؑ کو حسینؑ جو دریا پہ رو چکے   بھائی سے اپنے ہاتھ لب نہر دھو چکے
یہاں تک کہ قتل اکبرؑ و اصغر بھی ہو چکے   گودی میں جو پلے تھے وہ مٹی میں سو چکے
گرتے تھے شہ ہر ایک تن پاش پاش پر
قاسمؑ کی لاش پر کبھی اکبرؑ کی لاش پر

میدان میں غل یہ تھا کہ دلاور کو مار لو   ہاں شہسوار دخترِ پیمبر کو مار لو
سیّد کو بے دیار کو مضطر کو مار لو   سب مر چکے ہیں اب شہِ صفدر کو مار لو

قبضہ میں تیغِ ظلم بھی تیرِ جفا بھی ہے
شہ کہتے تھے بتاؤ مری کچھ خطا بھی ہے

اے ناریو میں نورِ خدا ہوں کہ یا نہیں   اے شامیو میں نورِ گلِ زہرا ہوں یا نہیں
سیّد ہوں اور امام تمہارا ہوں یا نہیں   اے نہر تو بتا میں پیاسا ہوں یا نہیں
اے اہلِ ظلم قائلِ قرآں تو ہے حسینؑ
یہ سب تو در کنار مسلماں تو ہے حسینؑ

سوز ۵

مر جائے جو فرزند تو کیا چارا ہے!   ہاں مرگ علاجِ دلِ صد پارا ہے
اصغر کو لٹا قبر میں کہتے تھے حسینؑ   آرام کرو بس یہی گہوارا ہے۔

سوز ۶

تھا حکم یہ یزید کا پانی بشر پئیں   گھوڑے پئیں سوار پئیں اور شتر پئیں
جو تشنہ لب جہاں کے ہیں وہ بے خطر پئیں   یہاں تک کہ سب چرند و پرند آنکے پئیں!
کافر اگر پئیں تو نہ تم منع کیجیو!
پر فاطمہ کے لال کو پانی نہ دیجیو!

سوز ۷

جبکہ مارے گئے دریا کے کنارے عباسؑ ‏ ‏ اور لب تشنہ ہی کوثر کو سدھارے عباسؑ
شہ نے فرمایا کہ ہے ہے مرے پیارے عباسؑ ‏ ‏ اب نہیں جینے کے ہم غم میں تمہارے عباسؑ
سچ تو یہ ہے کہ تمہیں ہاتھ سے کھویا میں نے
زندگانی کا مزا ہاتھ سے کھویا میں نے

سوز ۸

شہ نے کہا عابدؑ سے کہ اب گھر سے خبردار ‏ ‏ اے جانِ پدر آلِ پیمبر سے خبردار
ماں رانڈ ہے اب رانڈ کی چادر سے خبردار ‏ ‏ مارے نہ طمانچے کوئی خواہر سے خبردار
مشکل جو ہو امت پہ تو حل کیجیو بیٹا!
تحریر پہ بابا کی عمل کیجیو بیٹا!!

سوز ۹

شہ کہتے تھے زینبؑ سے کہ نہ گھبراؤ بہن ‏ ‏ روتی ہے سکینہؑ اُسے بہلاؤ بہن!
دیکھو نہ تہِ زانوئے قاتل ہم کو ‏ ‏ تم سامنے سے بھائی کے ہٹ جاؤ بہن

سوز ۱۰

جب بَن میں اسیر ہو کے آئی زینبؑ ‏ ‏ چلّائی یہ کہہ کے ہائے بھائی زینبؑ
راوی نے کہا ہے کہ پُشتِ اشتر سے وہاں ‏ ‏ تو بار گری فلک ستائی زینبؑ

سوز ۱۱

سلیم

کہتی تھی سکینہؑ ناز اٹھانے والا ‏ ‏ وہ قتل ہوا گلے لگانے والا
ماں کہتی جو سونے کو تو کہتی رو رو ‏ ‏ کیا سوؤں کہ مر گیا سُلانے والا

سوز ۱۲

کیا مرتبہ شاہِ حجازی کا ہے ‏ ‏ کیا عز و شرف امام غازی کا ہے
سجدہ کا نشاں دیکھ کے سب کہتے تھے ‏ ‏ نیزے پہ یہ سر کسی نمازی کا ہے

سوز ۱۳

اسکو مُجرا جو بیاں کرتی تھی بھائی بھائی ‏ ‏ تم قتل ہوئے مجھے موت نہ آئی بھائی
یہ سمجھتی تو مدینہ سے نہ جانے دیتی ‏ ‏ کیا خبر تھی کہ وہاں ہو گی لڑائی بھائی

بھیج دو بھانجوں کو تم نہ سدا رن میں   فتح کرلیں گے مرے لال لڑائی بھائی

سوز ۱۴

بشر کے جسم سے رنج فراق جاں پوچھو   مکیں سے صدمۂ ویرانی مکاں پوچھو
شہید سے الم خنجر و سناں پوچھو   حسینؑ سے غم فرزند نوجواں پوچھو

ہوا ورود خزاں باغ زندگانی میں
پدر سے چھوٹ گئے موسم جوانی میں

سوز ۱۵

جب کھائی سناں شہ پر ریاض حسنی نے   دل توڑ دیا سینہ میں برچھی کی انی نے
چلائے کہ مارا مجھے تشنہ دہنی نے   اک آہ کی تربت میں رسول مدنی نے

پھل برچھی کا سینے سے نکالا نہیں جاتا
بیتاب ہے دل غم سے پکالا نہیں جاتا

سوز ۱۶

غش سے جب عابد بیمار نے فرصت پائی   کہا گھبرا کے کہ بابا نے شہادت پائی

راہ معبود میں سر دے کے شہادت پائی   پر بہت تشنہ دہانی سے اذیت پائی

حالت اب کیا کہوں میں تشنہ دہاں بابا کی
منہ سے باہر نکل آئی تھی زباں بابا کی

سوز ۱۷

بہی فرات پہ پیاسوں کے خون کی ندی   سنا ہے ابن علیؑ سے یہ جنگ سر نہ ہوئی
مگر یزید کو فاتح جو لوگ کہتے ہیں   تو کیا یزید نے بیعت حسینؑ سے لے لی

سوز ۱۸

قدرت کے آفتاب کا مطلع حسینؑ ہے   انوار انبیاء کا مرقع حسینؑ ہے
خلق و سخا و حلم کا مجمع حسینؑ ہے   مشکل میں خاص و عام کا مرجع حسینؑ ہے

بندوں میں کیا حساب ہے اور کیا شمار ہے
حیدرؑ کا لال یاور پروردگار ہے

سوز ۱۹

دل سب کا اسی باغ سے وابستہ ہے   سچ پوچھو تو جنت کا یہی رستہ ہے

ہر رنگ کے پھولوں سے بھرا ہے دامن   مجلس یہ نہیں خلد کا گلدستہ ہے

سوز ۲۰

کہتا نہیں میں یہ کہ بجا کہتے ہیں   بلکہ یہ تعجب ہے کہ کیا کہتے ہیں
رتبے ہیں یداللہ کے کس کو معلوم   جو کچھ نہیں سمجھے وہ خدا کہتے ہیں

سوز ۲۱

ہر جزو و کل کو عشق خدا ہے بقدر حال   پر امتحان عشق کی برداشت ہے محال
وہ کیا ہے یاس و حسرت و رنج و غم و ملال   شمع مراد گل گل امید پائمال
یہ بار قابل شہ عالی وقار ہے!
ہوگا نہ ہے نہ ایسا کوئی بردبار ہے

سوز ۲۲

جب شام کے حاکم نے خبرداروں سے پوچھا   کس رنج میں تڑپے تھے زیادہ شہ والا
تب دست ادب جوڑ کے شمرؔ اس سے یہ بولا   شبیرؑ سا صابر بھی کوئی ہوگا نہ اصلا
حضرتؑ نے جواں بیٹے کو مرتے ہوئے دیکھا   پر شکر کا سجدہ نہیں کرتے ہوئے دیکھا

سوز ۲۳

عشق خدا کا بار نہ کہسار سے اٹھا   افلاک سے نہ عرش ضیا بار سے اٹھا
یہ کیا نہ انبیائے خوش اطوار سے اٹھا   لیکن حسینؑ بیکس و بے یار سے اٹھا
سرخ زرد آدم و ملک و جن کا ہوگیا
یہ ہو گئے خدا کے خدا ان کا ہو گیا

سوز ۲۴

کسی کا درد لے یارو کوئی بیدرد کیا جانے   مگر جس پر پڑا ہو دکھ وہ جانے یا خدا جانے
خصوصاً غم سکینہؑ کا کوئی صاحب عزا جانے   نبیؐ جانے علیؑ جانے و یا خیر النساؑ جانے
کہوں کیا آج کس دکھ میں بی بی زہرا کی پوتی ہے
گلے سے ماں کے مل مل کر موئے بابا کو روتی ہے

سوز ۲۵

اصغر کو جب گودی لیکر سرور رن کو جاتا ہے   اماں بانو بیٹھی دیوانی اسے نہیں کچھ بھاتا ہے
آنگن بیٹھا کاگا بولے کچھ تو شگن دکھلاتا ہے   اڑ جا کاگا کاگا بھات دھرونگی بیٹا اصغرؑ آتا ہے

سوز ۲۶

خدمتِ شاہ میں رخصت کو جب آئے اکبرؑ   عرض کی رو کے کہ اے راہ نمائے اکبرؑ
یہ تمنا ہے کہ میدان کو جائے اکبرؑ   آپ اب جانئے اصغر کو بجائے اکبرؑ

تاب و طاقت نہ رہی بیٹے کی ان باتوں سے
گر پڑے خاک پہ اور تھاما جگر ہاتھوں سے

سوز ۲۷

اقربا کٹ گئے سب شاہ کے باری باری   اور عدم چلنے کی اس شاہ نے کی تیاری
خیمہ کا پردہ اٹھا زین العبا اِک باری   دیکھ مقتل کی طرف کرنے لگا یوں زاری

خُلد کے کُوچ میں ہم کو نہیں بُلواتے ہو
قافلہ والو ہمیں چھوڑ کے چلے جاتے ہو

سوز ۲۸

خود میں نہیں ازل سے خدا بیں حسینؑ ہے   چشم مبینؑ صاحب یٰسین حسینؑ ہے
گلزارِ حُسن کا گل رنگین حسینؑ ہے   بر حق کے بعد باغ کا گلچیں حسینؑ ہے

NAZAR ABBAS
P.O. 16, RIYADH-11441

کی طاعت خدا وہ حق کے فدائی نے
جو مان لی خدا کی خُدائی خُدائی نے

سوز ۲۹

پیٹ کے زینب رو دیتی تھی اب ٹوٹ گئی من کی آسا   کیوں دل کو کیسے چین پڑے بیرن کا حلق کٹا پیاسا
گھر بار لُٹا اور دیس چھٹا کوئی متر نہیں مرے پاسا   چل بسے زینبؑ ابھی نگر جہاں بیرن کا حلق تھا
جا کر نانا مصطفےٰ اور پتا شہ مرداں
پیاسی نہر فرات پر نکلی وا کی جاں

سوز ۳۰

جب سو گئی در خانۂ زندان سکینہؑ   اور جاگ اُٹھی یاس گریان سکینہؑ
تصویر سی خاموش تھی اس آن سکینہؑ   کیا بولے کہ سکتے میں تھی نادان سکینہؑ
تکیہ پہ جو گردن تھی جُھکی رہ گئی اسکی
نرگس کی طرح آنکھ کھلی رہ گئی اسکی

سوز ۳۱

دیارِ شام میں جب آلِ مصطفےٰ آئے بندھے رسن میں اور آفت کے مبتلا آئے
ہوا یہ غل کہ اسیرانِ کربلا آئے برہنہ سر حرم شاہ لافتی آئے
یہ شور سنتے ہی اطفال تھرتھرانے لگے
قلق سے زینبؑ ناشاد کو غش آنے لگے

سوز ۳۲

بلا کے بن میں جو صغرا کا نامہ بر آیا ہجوم اہلِ ستم شاہ پر نظر آیا
حضور شاہ جو لشکر کو چیر کر آیا لہو میں غرق نظر شاہ بحر و بر آیا
کہا مسافرِ کرب و بلا سلام علیک
غریب و بیکس و بے آشنا سلام علیک

سوز ۳۳

بانو کہتی تھی مرے گیسوں والے آجا علیؑ اکبر مری آنکھوں کے اجالے آجا
شام میں چاند سی صورت کو دکھلا لے آجا خواب میں زلف کو مکھڑے سے اٹھا لے آجا
بے نقاب آج تو لے گیسوؤں والے آجا
گریہ سجاد کا تھا موت اٹھا لے آجا مجھ سے قیدی و مسافر کی دعا لے آجا

دل ہلا دیتے ہیں زنجیر کے نالے آجا بیکسی پر مری خوں روتے ہیں چھالے آجا
راہ میں چھوڑ گئے قافلے والے آجا

غل ہے فوج شہ ابرار میں حر آتے ہیں شاہ کے سامنے جاتے ہوئے شرماتے ہیں
مڑ کے بطحا کی طرف رو کے یہ فرماتے ہیں ہوں سیاہ کار مرے عیب کھلے جاتے ہیں
کملی والے مجھے کملی میں چھپا لے آجا

سوز ۳۴

ہندوؤں کے ہیں حسینؑ اور نہ مسلمانوں کے اس صحیفے میں نہیں نام ہی بیگانوں کے
یہاں جماعت کا نہ کچھ مذہب و ملت کا سوال ہیں یہ ممدوح ہر اک فرقے کے انسانوں کے

سوز ۳۵

انکو مجرا شام میں جن بیکسوں کے سر گئے زندہ جاوید ہیں ظاہر میں گو دو مر گئے
بولی زینبؑ بجھ گئے گو اب مرے دونوں چراغ پر مرا دونوں جہاں میں نام روشن کر گئے

سوز ۳۶

مشکل کشا کی آل پہ وہ وقت بیکسی مرجائے جان فاطمہؑ پُرسا تو دے کوئی

اک غم نصیب عمر تھی یہ ایک شب نہ تھی — اس درد کی کسک دل فطرت میں رہ گئی

وہ سوز وہ گداز نمایاں ہے آج تک

اس دن کی شام شام غریباں ہے آجتک

سوز ۳۷

جب نہ اعدا سے کسی طرح صفائی ٹھہری — صبح عاشور محرم کو لڑائی ٹھہری

پوچھا زینبؑ نے کہ کیا اے مرے بھائی ٹھہری — شہ نے فرمایا بہن تم سے جدائی ٹھہری

آج پیاروں کی ملاقات غنیمت جانو

اے بہن آج کی یہ رات غنیمت جانو

سوز ۳۸

عابد کو دوا اور نہ غذا دیتے ہیں — سوتا ہے تو زنجیر ہلا دیتے ہیں

[illegible] کو قید اس مہینے میں کیا — قیدی کو محرم میں چھڑا دیتے ہیں

سوز ۳۹

اکبرؑ نے جو گھر موت کا آباد کیا — صغراؑ کو دم نزع بہت یاد کیا

ہاتھوں سے کمر پکڑے یہ کہتے تھے حسینؑ — تم نے علی اکبرؑ ہمیں برباد کیا !

سوز ۴۰

نکلے حرم کے اونٹ جو مقتل کی راہ سے — خوشبو لہو کی آنے لگی قتل گاہ سے

بولی سکینہؑ ملتے چلو لاش شاہ سے — رخصت ضرور چاہیے زہراؑ کے ماہ سے

جی بھر کے آج خانۂ زنداں میں لیٹیں گے

اب کا ہے کو حسینؑ کے سینے پہ سوئیں گے

سوز ۴۱

علیؑ کی بیٹیاں زنداں میں جب اسیر ہوئیں — مصیبتیں حرم شاہ پہ کثیر ہوئیں

غم حسینؑ میں شہزادیاں فقیر ہوئیں — رسول زادیاں حاکم کی دستگیر ہوئیں

بہت دنوں سے میسر نہ آب و دانہ تھا

اندھیری رات تھی ٹوٹا سا قید خانہ تھا

سوز ۴۲

جب چمن خاک میں اکبرؑ کی جوانی کا ملا — پانی پانی کہا اور قطرہ نہ پانی ملا

داغ سیدانیوں کو احمدؑ ثانی کا ملا! شاہ کو کچھ نہ پتا بانو کے جانی کا ملا
رو رو فرماتے تھے طاقت ہے نہ بینائی ہے
بیٹا مارا گیا اور عالم تنہائی ہے

سوز ۴۳

اے چرخ تیری شرم و حیا آج کیا ہوئی زینبؑ سے تو یہ پوچھو بلا آج کیا ہوئی
کل کیا ستم ہوئے تھے بلا آج کیا ہوئی بھیجی تھی جو خدا نے ردا آج کیا ہوئی
جلوہ میں گاہ جاتی ہو گہہ قید ہوتی ہو
زینبؑ کہو حسینؑ کو کس وقت روتی ہو

سوز ۴۴

میدان میں کوئی جانے والا نہ رہا اور کوئی گلہ کٹانے والا نہ رہا
جو مارا گیا اس کو اٹھا لائے حسینؑ شبیرؑ کا کوئی لانے والا نہ رہا

سوز ۴۵

کیوں منصفو نہ شکوۂ جور و جفا کیا طے ابن فاطمہؑ نے بڑا مرحلہ کیا

بتلائے کوئی صبح سے تا شام کیا کیا لاشوں کو لائے لے گئے شکر خدا کیا
اکبرؑ کو قتل گہ میں لٹایا چلے گئے
اصغرؑ کو ان کے پاس سلایا چلے گئے

سوز ۴۶

یا روز ہے تو قیرؑ جو اس بزم میں آئیں یا رو کیں دیا رونے کی تصویر بنائیں
زینبؑ تو عزاداروں کو دیتی ہیں دعائیں اور فاطمہؑ ان لوگوں کی لیتی ہیں بلائیں
گرتا ہے جو آنسو کوئی فریاد و بکا سے
خود پونچھتے ہیں اس کو علیؑ اپنی عبا سے

سوز ۴۷

حسینؑ جبکہ چلے بعد دوپہر رن کو کوئی نہ تھا کہ جو تھامے رکاب توسن کو
حسینؑ چپکے کھڑے تھے جھکائے گردن کو سکینہؑ جھاڑ رہی تھیں قبا کے دامن کو
نہ آسرا تھا کوئی شاہ کربلائی کو
فقط بہن نے کیا تھا سوار بھائی کو

ولہ

پکارتے تھے حرم رو کے یا علیؑ فریاد　　تمہاری بیٹیاں جنگل میں ہوگئیں برباد
کوئی ملول کوئی نوحہ گر کوئی ناشاد　　کہیں زمین پہ باقر تھے اور کہیں سجاد

پکارتے تھے حرم شاہِ نامدار چلے
حسینؑ مرنے چلے اور ہم کو مار چلے ۔

ولہ

چلے جو خیمے سے دو اک قدم شہ والا　　سوار دوش محمدؐ کا رک گیا گھوڑا
لگایا شاہ نے کوڑا مگر قدم نہ اٹھا　　بصد تمام یہ گھوڑے سے شاہِ دیںؑ نے کہا

زیادہ ہم سے تجھے اپنی جان پیاری ہے
اٹھا قدم کہ مری آخری سواری ہے

سوز ۴۸

اِک روز جناب حسنؑ اور حضرت شبیرؑ　　نانا سے بصد شوق یہی کرتے تھے تقریر
ہم دونوں اخی گرچہ ہیں قرآں کی تفسیر　　پر آپکو منظور بہت کس کی ہے توقیر
فرمایا کہ تم معنیٔ قرآں ہو دونوں　　واللہ کہ مجھ نانا کی تم جان ہو دونوں

(حسینیت زندہ باد)

سوز ۴۹

خبر جو راہ میں مسلم کے قتل کی پائی　　کہا یہ شاہ سے زینبؑ نے پھر چلو بھائی
ماں سوچ کے شہ نے یہ بات فرمائی　　سنائی مسلم مظلوم کی نہیں آئی

اجل رسیدۂ من مے روم بہ کرب و بلا
گذشت نوبت مسلم رسید نوبت ما

سوز ۵۰

عزیز و قافلہ سالار کربلا جس دم　　نکل کے خیمے سے رن کو چلا وہ شاہِ امم
مخالفوں سے لگا کہنے وہ بدیدۂ نم　　میں پانی مانگتا ہوں پانی دو تم اہل ستم

رسول زادیوں کا آج جی نراسا ہے
ہمارا قافلہ سو لہ پہر سے پیاسا ہے

سوز ۵۱

تدبیر میں خود مالک تقدیر نہ ہو　　تصویر میں صورت کش تصویر نہ ہو
دنیا سے جو مٹاتے نہیں مٹتا اسلام　　اسلام کے دل میں کہیں شبیرؑ نہ ہو

سوز ۵۲

عطرِ گل حدیقۂ ایماں حسینؑ ہے — تازہ ہو جس سے روح وہ ریحاں حسینؑ ہے
زانوئے نبی کا رحل ہے قرآں حسینؑ ہے — پانی ملا نہ جس کو وہ مہماں حسینؑ ہے

صحرائے کربلا میں ہوا کیا بُری چلی
فاقہ تھا تیسرا جو گلے پر چھُری چلی

سوز ۵۳

عابدؑ سے یہ وطن میں کسی نے کیا سوال — گذرے کہاں زیادہ قلق تم پہ یا امام
شرما کے تین بار کہا شام شام شام — سر ننگے میرا کنبہ تھا اور سب تھے نامحرم

بیووں کا نام لے کے عدو شاد ہوتے تھے
بابا کا سر بھی روتا تھا اور ہم بھی روتے تھے

سوز ۵۴

دِل خود بخود افسردہ ہوا جاتا ہے — بے روئے نہیں ہم سے رہا جاتا ہے
یہ دن وہ ہیں کہ کربلا کی جانب — شبیرؑ کا قافلہ چلا جاتا ہے

سوز ۵۵

کارواں سالار بن جب کاروانِ کربلا — خاک سر پر ڈالتا جب دشتِ ویراں کو چلا
راہ میں ان بیکسوں سے جب تھا کوئی پوچھتا — کس کے تم ناموس ہو اور کس کے ہو محوِ عزا

کالے کپڑے وہ دکھا کر کہتے تھے با اشکِ آہ
اس حسینی قافلے کا مر گیا ہے بادشاہ

سوز ۵۶

سجاد کو بلوایا دوبارہ جو شقی نے — یہ سنتے ہی بیووں کے دھڑکنے لگے سینے
فرمایا بھتیجے سے یہ تب بنت علیؑ نے — میں کیا کہوں جو داغ اٹھائے مرے جی نے

کیا جانئے اب کیا ستم ایجاد کرے گا!
بلوا کے ہمیں کون سی بیداد کرے گا

ولہ

واری گئی مکار کی باتوں میں نہ آنا — دیکھو میں کہے دیتی ہو کچھ دے تو نہ لانا
گر تیغ رکھے حلق پہ گردن کو جھکایا — بابا کی طرح تیغ سے گردن کو کٹانا
گر لوٹ کا سامان جو تم پائیو بیٹا — پہلے سرِ شاہ شہدا لائیو بیٹا

سوز ۵۷

دیارِ شام میں جس دم حرم تمام آئے — مہار اونٹوں کی پکڑے ہوئے امام آئے
وہ خاص بندے میاں ہجوم عام آئے — زباں پہ حضرتِ زینبؑ کے یہ کلام آئے

دہائی حق کی یہ مشرقین کو مارا
سپاہ شام نے بھائی حسینؑ کو مارا

سوز ۵۸

در پیش جسے ماتمِ فرزند جواں ہو — لازم ہے کہ اکبرؑ کے لئے اشک فشاں ہو
ہر چند پسر حسن میں یکتائے جہاں ہو — آنسو جو رواں ہو غمِ اکبرؑ میں ترساں ہو

مولا جو فدا کرتے نہ ہمشکل نبیؐ کو
یہ داغ وہ تھا صبر بھی آتا نہ کسی کو

پوچھو تو جوانوں سے جوانی کی تمنا — ہوتے ہیں جوانی میں انہیں حوصلے کیا کیا
شادی کی ہوس شوقِ پسر حسرتِ دنیا — حسرت ہی میں اکبرؑ موئے وا حسرت و دردا

بچپن میں پلے نازوں سے اور فاقہ کشی کی
شادی سے کنارا کیا مرنے کی خوشی کی

سوز ۵۹

جب گل ہوا چراغِ حرم ملکِ شام میں — یعنی سکینہؑ مر گئی یادِ امام میں
دیکھے ستم یزید کے دربارِ عام میں — شہ کے سلام کو گئی دار السلام میں

دُنیا میں دادرس نہ ملا دادخواہ کو
جا کر نشاں طمانچوں کے دکھلائے شاہ کو

سوز ۶۰

کریں سوال نکیرین مجھ سے جب آکر — امام کون ہے تیرا بتا دے اے مضطر
خدا و بہر نبی اور فاطمہؑ اطہر — عذابِ قبر سے ہوں رستگار یہ کہہ کر

علیؑ امام من است و منم غلام علیؑ
ہزار جان گرامی فدائے نام علیؑ

سوز ۶۱

دل کفر و ضلالت کا ہلا دو شبیرؑ — حق مٹ نہیں سکتا یہ دکھا دو شبیرؑ
سمجھیں نہ خدا کٹ گیا شبیرؑ کے ساتھ — نیزے پہ بھی قرآں سنا دو شبیرؑ

سوز ۶۲

سرِ میدان جب دوشِ محمدؐ کا سوار آیا   خجالت سے رخِ خورشید کے اوپر غبار آیا
نقیبِ فتح میدان میں یہ ہر جانب پکار آیا   مقامِ قتل پر اپنے جہاں کا تاجدار آیا
نگاہِ غور سے دیکھو تو شبیرؑ نامی ہے
کہ جس کے سامنے روح الامیں سا اہتمامی ہے

سوز ۶۳

تمہارے سجدوں کو کعبہ سلام کہتا ہے   ادب سے گنبدِ خضرا سلام کہتا ہے
لہو میں ڈوب کے صحرا سلام کہتا ہے   تمہاری پیاس کو دریا سلام کہتا ہے
حسینؑ تم کو زمانہ سلام کہتا ہے!
حقیقتوں کی تجلی ابھارنے والے   دلوں میں جلوۂ وحدت اتارنے والے
لہو سے دینِ خدا کو سنوارنے والے   گلا کٹا کے خدا کو پکارنے والے
وہ دیکھو عرش کا پردہ سلام کہتا ہے

سوز ۶۴

سمجھی نہیں شبیرؑ کو اب تک دنیا   سمجھے گی نہ شبیرؑ کو کب تک دنیا
ہوتے ہی رہیں گے انقلاباتِ عظیم   سمجھے گی نہ شبیرؑ کو جب تک دنیا

سوز ۶۵

سحر کے ڈوبتے تارے سلام کہتے ہیں   ابلتی نہر کے دھارے سلام کہتے ہیں
خلیلِ حق کے اشارے سلام کہتے ہیں   کلامِ پاک کے پارے سلام کہتے ہیں
جبینِ دھر کا سجدہ سلام کہتا ہے
ہر اک کو کھو دیا اور حق کو پا لیا تم نے   وفا و مہر کا جادہ بنا لیا تم نے
ضعیف قلب کا زور آزما لیا تم نے   جوان بیٹے کا لاشہ اٹھا لیا تم نے
لہو بھرا ہوا نیزہ سلام کہتا ہے
اجل کی گود سے اصغرؑ سلام کہتے ہیں   اندھیری قبر سے اکبر سلام کہتے ہیں
نبی رسول پیمبر سلام کہتے ہیں!   چراغ و مسجد و منبر سلام کہتے ہیں
حسینؑ تم کو مدینہ سلام کہتا ہے

سوز ۶۶

پڑا جو وقت تو اسلام کو بچا نہ گیا!   بجز حسینؑ کوئی زیرِ تیغ آ نہ گیا

خداپرست تھا مقتل کی راہ لی اس نے　　در یزید پہ یہ بندۂ خدا نہ گیا

سوز ۶۷

کارے کہ حسینؑ اختیار کردی　　در گلشن مصطفےٰ بہارے کردی
از ہیچ پیمبرے نہ آید ایں کار　　واللہ کہ اے حسینؑ کارے کردی

سوز ۶۸

سر غیر کے آگے نہ جھکانے والا　　نیزے پہ بھی قرآن سنانے والا
اسلام سے کیا پوچھتے ہو کون حسینؑ　　اسلام کو اسلام بتانے والا

سوز ۶۹

عصمت کی فضاؤں میں پلے ہیں شبیرؑ　　زہراؑ کی دعاؤں میں پلے ہیں شبیرؑ
ہو نطق میں کس طرح نہ حق کا لہجہ　　قرآں کی چھاؤں میں پلے ہیں شبیر

سوز ۷۰

حق کی شکست فتنۂ باطل مٹا گئی　　خیموں کی آگ قصر حکومت جلا گئی

ہستی وفا کی مٹ کے زمانے پہ چھا گئی　　پیاسوں کی نیند دین کی دنیا جگا گئی
ناکامیوں کے بھیس میں ہر کام ہوگیا
اسلام کربلا میں پھر اسلام ہوگیا

سوز ۷۱

حسینؑ شاہ بھی ہیں اور بادشاہ ہیں حسینؑ　　حسینؑ دین بھی اور دیں پناہ ہیں حسینؑ
نہ کی یزیدؔ کی بیعت کٹا دیا سر کو　　اسی وجہ سے تو بنیاد لاالہٰ ہیں حسینؑ

سوز ۷۲

عاشق ہے تو حسینؑ کے نقش قدم پہ چل　　چاہے خوشی تو جادۂ رنج و الم پہ چل
جو وہ بتا گئے ہیں اسی راہ غم پہ چل　　سر کا خیال چھوڑ دے تیغ ستم پہ چل
دُنیا کی کلفتوں کو مسرت سے جیت لے
اُٹھ معرکہ حسینؑ کی سیرت سے جیت لے
دُنیا ہے رنگ کربلا میں رنگی ہوئی　　شکل وفا ہے آج جفا میں رنگی ہوئی
ہے کائنات حسن فضا میں رنگی ہوئی　　کفنی پہن لے صبر و رضا میں رنگی ہوئی
دیوانہ بن حسینؑ کی ایسی ادا بنا　　اپنے لہو کے داغ کو قبلہ نما بنا

لے روشنی جمال حسینؑ شہید سے   لے تازگی خیال حسینؑ شہید سے
لے زندگی وصال حسینؑ شہید سے   لے چاندنی جلال حسینؑ شہید سے

نام حسینؑ آج بھی تابانیوں میں ہے
کچھ زندگی کا لطف پریشانیوں میں ہے

سوز ۳

امامت کا چاند اور نبوت کا ہالا!   بہتّر ستاروں میں ضو دینے والا
چلے لے اکبرؑ کو یوں شاہ والا   کبھی لاش اٹھائی کبھی دل سنبھالا۔

سوز ۴

اسے بندگی دم مرگ تک وہاں شادی جسکی ٹھنی رہی
نہ بنے میں پھولوں کی بُو رہی نہ بنی میں گلبدنی رہی
یہ سکینہؑ بی بی کو چاؤ تھا کہ بنے کے مہندی لگاؤں میں
رنگے ہاتھ دولہا نے خون میں وہ حنا طبق میں سجی رہی
یہ نرالی رسم ہے بیاہ کی کہ بنے بنی پہ یہ آ بنی!
وہ بنا تو نقش فنا بنا یہ بنی تو بیوہ بنی رہی!

جو بنا بنی کا لباس تھا ہوئی شکل اس کی یہ اک طرف
کہ وہاں بجائے کفن رہا یہاں گیروی کفنی رہی!
نہ عمامہ دولہا کے سر پہ تھا نہ نبی کے منہ پہ نقاب تھی
یہاں سر پہ دامن چاک تھا وہاں تاج سر پہ انی رہی

سوز ۵

حد ہوا کرتی ہے ہر رنج کے افسانے کی   درد سہنے کی الم سہنے کی غم کھانے کی
کلمہ گویوں کو اک بات ہے سمجھانے کی   رسم ہے سارے مسلمانوں میں دفنانے کی
پر محمدؐ کے نواسے کو کفن تک نہ دیا
اہل دولت بھی تھے اعزاز کے سامان بھی تھے   مذہب و ملت و اقوام کے سلطان بھی تھے
پیر دشرع بھی تھے صاحب ایمان بھی تھے   سات سو ظالموں میں حافظ قرآن بھی تھے
پر محمدؐ کے نواسے کو کفن تک نہ دیا
غسل میت کو بعد رنج و محن دیتے ہیں   اور عزیزوں کو تشفی کے سخن دیتے ہیں
بے وطن ہو تو مدد اہل وطن دیتے ہیں   چندہ کر کر کے مسلمان کفن دیتے ہیں
پر محمدؐ کے نواسے کو کفن تک نہ دیا

سوز ۷۶

مُرادیں ملیں مُدعا مل گیا! طلب سے بھی میری سوا مل گیا!
بڑا جستجو کا صلا مل گیا! سلامی دُرِ بے بہا مل گیا!
علیؑ سا مجھے رہنما مل گیا!
ملائک سے افضل رسولوں سے بہتر شفیع الوریٰ شافع روزِ محشر
جو سر تا بہ پا نورِ رحمت سراسر زلیخا کو یوسف مبارک ہو لشتر
خدا کا ہمیں دلربا مل گیا

سوز ۷۷

یارب خلاق مہر و ماہی تو ہے بخشندۂ تخت و تاج شاہی تو ہے
بے منت دیے سوال بے استحقاق دیتا ہے جو سب کو یا الٰہی تو ہے

ولہ

کہو حسینؑ سے مقتل کچھ ایسی دور نہیں پسر کو ڈھونڈتے کیوں سید غیور نہیں
کہا امام نے آنکھوں میں میری نور نہیں خدا گواہ ہے بانو مرا قصور نہیں
جو دل کا حال ہے بانو بتا نہیں سکتا پسر بلاتا ہے اور باپ جا نہیں سکتا

سوز ۷۸

مرگِ اصغرؑ کو حیاتِ جاودانی کر دیا خون کو چلّو میں لے کر تم نے پانی کر دیا
اے حبیب ابنِ مظاہر اسکو کہتے ہیں شباب ایک انگڑائی میں پیری کو جوانی کر دیا

سوز ۷۹

ستم درازیِ دوراں سے اب بھی چین نہیں وہ کون جا ہے جہاں پر یہ شور و شین نہیں
ستم ہے اب بھی مگر وہ ستم نصیب کہاں یزید لاکھوں ہیں دنیا میں پر حسینؑ نہیں

سوز ۸۰

کشتۂ جور و جفا دین کے نگہبان حسینؑ احمدؐ و حیدرؑ و زہراؑ کے دل و جان حسینؑ
حیف صد حیف کہ رونا بھی ہو بدعت تجھ پر اے شہیدِ ستم از دستِ مسلمان حسینؑ

سوز ۸۱

یا دم آئی تو افسوس نہ اصلا کرنا! غمِ حضرت شبیرؑ کا تازہ کرنا
رکھ کر کے لحد میں مجھے قبل تلقین ماتمِ شہِ مظلوم کا برپا کرنا!

سوز ۸۲

حُر عسکرِ اسلام کا سالار ہوا — سردارِ دو عالم کا مددگار ہوا
مر کر ہوا حُلّۂ ارم حر کو حصول — سر دُور ہوا ادھر کہ سردار ہوا

سوز ۸۳

اے خاکِ کربلا تو اس احسان کو نہ بھول — تڑپی ہے تجھ پہ لاش جگر گوشۂ بتولؑ
اسلام کے لہو سے تیری پیاس بجھ گئی — سیراب کر گیا تجھے خونِ رگِ رسول

سوز ۸۴

اے مسافرِ رہِ غربت کے مدینہ والے — پیاس میں خونِ جگر شوق سے پینے والے
موت سے کھیل کے عالم کو بتایا تو نے — مر کے اس طرح جیا کرتے ہیں جینے والے

سوز ۸۵

عیاں ہوتا ہے حق گمراہیاں جیسے جیسے بڑھتی ہیں — شبیہیں راستی کی خون سے دُھل کر نکھرتی ہیں
علیؑ کے گھر کا کیا کہنا شہید نکلا ہے گہوارہ — یہ وہ گھر ہے جہاں قربانیاں پروان چڑھتی ہیں

سوز ۸۶

ریتی کی سجدہ گاہ پہ خونِ پیمبری ! — ڈوبی ہوئی لہو میں قبائے غضنفری
کون و مکاں میں رعبِ شہادت سے تھرتھری — ایسی سکندری تھی کسی کی نہ قیصری
اس دن سے آج تک یہ حکومت کا زور ہے
ہر سمت یا حسینؑ کا دُنیا میں شور ہے
وہ شاندار موت وہ دنیا میں انقلاب — بیعت کا وہ سوال وہ دنداں شکن جواب
مجبوریٔ حیات سے کونین کو حجاب — نیزے پہ سرِ حسینؑ کا مغرب میں آفتاب
صدقے ضیائے مہر و قمر آن بان پہ
تارے درود پڑھتے ہوئے آسمان پہ

سوز ۸۷

شور ہے شام کے لشکر میں کہ عباسؑ آئے — اور متواتر خبر آئی کہ بہت پاس آئے
پرِ غمِ شاہِ شہیداں سے بصد یاس آئے — بولی تقدیر کہ یہ جنگ انہیں راس آئے
آ کے گھوڑے نے کا شجاعت نے قدم چوم لیا
فتح نے گوشۂ دامانِ علم چوم لیا!

[illegible]

١٧

[illegible]

٧٠

[illegible]

٦٥

[illegible]

٧٦

[illegible]

٢٢

[illegible]

٢٣

[illegible]

سوز ۸۸

اِک طفلِ شیر خوار کی ہے داستانِ عجیب — کب تیرِ جاں ستاں کا نشانہ ہوا غریب
جب گود میں پدر کی رگِ دل سے تھا قریب — پانی کی جستجو میں شہادت ہوئی نصیب
سب کا جو لاڈلا تھا حسینی سپاہ میں
خیمے میں ہاتھوں ہاتھ گیا رزم گاہ میں

ولہ

اکبر کے بعد موت کی گودی میں جو گیا — لے دودھ نیند آ گئی پیاسا ہی سو گیا
دنیا میں جس کا نام ہی بے شیر ہو گیا — وہ چاند فوجِ شام کی بدلی میں کھو گیا
سورج ہزار اس پہ تصدق ہزار چاند!
جس نے لگائے باپ کی محنت کو چار چاند

سوز ۸۹

آنکھوں کی طرح قلبِ پیمبر میں حسینؑ — ہر اشک میں ہر خشک میں ہر تر میں حسینؑ
معبود کے مقصد کی طرح پھیل گئے!
ہر ملک میں ہر قوم میں ہر گھر میں حسینؑ

سوز ۹۰

جو حاصلِ حیات تھا عالم میں وہ حسینؑ — جو دینِ حق کا مونس و ہمدم تھا وہ حسینؑ
جو رازِ کردگار کا محرم تھا وہ حسینؑ
جو کربلا میں فاتحِ خیبر تھا وہ حسینؑ

سوز ۹۱

شام سے مقتل میں آئے جس گھڑی زین العبا — ساتھ ان کے بیکسوں کا ننگے سر تھا قافلہ
اک طرف دیکھا نبی ہے قبر شاہ اتقیا! — اس کے پہلو میں ہے قبر ہم شبیہ مصطفےٰ
زینبؑ و کلثومؑ کہتی تھیں بصد آہ و بکا — ہائے بھائی بیکسی پر تیری ہم بہنیں فدا
کوئی شمع و گل نہ لایا قبر آپ تک ذرا — تب مزار رسید والا سے یہ آئی صدا
بر مزار ما غریباں نے چراغے نے گلے
نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے

سوز ۹۲

جہاں میں گذرے ہیں عشاق ایسے بھی اکثر — جنہوں نے راہِ محبت میں اپنے دے دیئے سر

یہ سب سے رتبہ شبیرؑ ہے زیادہ تر — کہ جس نے راہ خدا میں لٹا دیا سب گھر

بھتیجے بھانجے بھائی پسر جوان دیا

کچھ ایسا عشق رسالا کے بے زبان دیا

سوز ۹۳

اک روز سن کے چار طرف عید کی خبر — آئے حضور فاطمہؑ حسنینؑ نامور

بائیں گلے میں ایک نے ڈالیں ادھر ادھر — اک سینے سے لپٹ گیا جلدی جھکا کے سر

بولا بڑا ہمیں پہ بہت مہربان ہیں

چھوٹا پکارا واہ مری اماں جان ہیں

ماں بولی ہم تو دونوں کے قربان جاتے ہیں — آتا نہ چاہو تم ہمیں وسواس آتے ہیں

حاسد کے چشم زخم سے ہم ہول کھاتے ہیں — سب سے چھپا کے تم کو گلے سے لگاتے ہیں

خاصانِ حق کے خاص ہو نیکوں کے نیک ہو

مثلِ نگاہ تم میری آنکھوں میں ایک ہو

ننھے سے ہاتھ جوڑ کے بولے وہ خوش بیاں — ارشاد اب یہ کیجئے اے فخر دو جہاں

کل عید ہے جواب دیا فاطمہؑ نے ہاں — یہ بولے پھر لباس غلاموں کا ہے کہاں

ساماں اب تلک نہیں عیش و سرور کے — کیا کل نہ عید ہووے گی گھر میں حضور کے

عُسرت پہ اپنی رو کے یہ معصومہ نے کہا — قربان جاؤں عید سے فاقہ کشوں کو کیا!

اہل دول کے واسطے ہے عید کا مزا — آلِ نبی کی عید ہے خوشنودیٔ خُدا

زہراؑ کو چاند عید کا پیاروں کی دید ہے

جب تم گلے سے لپٹے ہیں سمجھی کہ عید ہے

سوز ۹۴

گذر منزلِ تسلیم و رضا مشکل ہے — سہل ہے عشق بشر عشقِ خدا مشکل ہے

جن کے رُتبے سوا ان کو سوا مشکل ہے — وعدہ آسان ہے وعدہ کی وفا مشکل ہے

یہ فقط امر ہوا فاطمہؑ کے جانی سے

مشکلیں جتنی پڑیں کاٹی وہ آسانی سے

سوز ۹۵

شہر مدینہ کا بیوپاری بھر اُپرا بنجارا رے — شام نگر کے راہزنوں نے گھیر کے اسکو مارا رے

جنس بھری تسلیم و رضا کی لٹ گیا ٹانڈہ سارا رے — کیس کھُلے بنجاری رُوٹے لاگ جھٹکا مارا رے

لُٹی خدائی میں تیری سُن خالق فریاد

دیس میں جس کے جو لٹے دیوے حاکم داد

سوز ۹۶

لیتے چلتے گیا شبیرؑ کا راہوار جو تھم　　تازیانے اسے حضرت نے لگائے پیہم
والجناح اسداللہ نے اٹھائے نہ قدم　　تب کہا دل سے یہ حضرت نے کہ اب سمجھے ہم

این زمین است کہ آلودہ بخوں خواہد شد
علم سید ابرار نگوں خواہد شد

سوز ۹۷

اے صبا گلشن احمدؐ پہ خزاں کیوں آئی　　گلشن تو شاداب تھے خشکی پہ یہاں کیوں آئی
بلبل نغمہ سرا نعرہ کناں کیوں آئی　　باد سر سر پہ چمن خاک فشاں کیوں آئی

باغیوں نے جو چمن لوٹ لیا زہراؑ کا
کیا ادھر حق کوئی ثابت نہ ہوا زہراؑ کا

سوز ۹۸

حاصل جسے مولا کی حضوری ہو جائے　　دنیا کے غم و رنج سے دوری ہو جائے
اے صل اعلیٰ مجلس پر نور حسینؑ　　ناری بھی اگر آئے تو نوری ہو جائے

سوز ۹۹

آب و آتش ایک دن گویا ہوئے باہم گر　　پہلے آتش گرم ہو کہنے لگی اک آہ بھر
پیش داور حشر کیا ہوگا تیرا اے آب تر　　فاطمہؑ جب بال کھولیں گی سر اپنا پیٹ کے

جانور تک پانی پی کر پیٹ اپنا بھر گئے
پر مرے معصوم بچے تشنہ لب ہی مر گئے

آب آیا جوش میں جب طعن آتش کے سُنے　　اور کہا شرمندہ ہوں بیشک نبیؐ کی آلؑ سے
پر نہیں میں تجھ سے بد تر شرط گر انصاف ہے　　خیمے تجھ سے کربلا میں شاہ دیں کے جل گئے

کشتی نوحؑ کو بچایا دیکھ میں نے کس طرح
مسند احمد جلائی ہائے تو نے کس طرح

سوز ۱۰۰

حسینؑ گھوڑے پہ جس دم ڈگمگانے لگا　　رکاب پاؤں سے چھوٹی کہ غش جو آنے لگا
یہ راہوار سے رو رو کے تب سنانے لگا　　اے راہوار میرے اب تو میں ٹھکانے لگا

بدن تمام مرا برچھیوں سے گھائل ہے
ایال ہاتھوں سے چھوٹی سنبھلنا مشکل ہے

سوز ۱۰۱

پہنچی یہ سکینہؑ کو خبر جب کہ کسی سے — دریا پہ لڑائی ہوئی عباسؑ علیؑ سے
آخر ہوا صدمہ یہ مری تشنہ لبی سے — رو رو کے یہ کہنے لگی تب اپنی چچی سے
سنتی ہوں کہ دریا کے کنارے گئے عباسؑ
کیا جانئے جیتے ہیں کہ مارے گئے عباسؑ

سوز ۱۰۲

عالم میں جو تھے فیض کے دریا وہ کہاں ہیں — پیدا ہوئی جن کیلئے دنیا وہ کہاں ہیں
جو نورِ خدا سے ہوئے پیدا وہ کہاں ہیں — تھے ہم سے بہت افضل و اعلیٰ وہ کہاں ہیں
جو زندہ ہے وہ موت کی تکلیف سہے گا
جب احمدؐ مرسل نہ رہے کون رہے گا
ہے کل کی ہی یہ بات کہ آباد تھا یہ گھر — جس گھر پہ فدا آپ کے ہوتے تھے تونگر
وہ جاہ و حشم فاطمہؑ وہ شوکت حیدرؑ — وہ مجمع احباب وہ دربار پیمبر
بے اذان چلا آئے یہ مقدور تھا کس میں
پر آج وہی گھر ہے کہ خاک اڑتی ہے جس میں

سوز ۱۰۳

کھا کر سناں جو سینہ پہ اکبر گذر گئے — بولے حسینؑ اے مہ انور کدھر گئے
پیری میں مجھ ضعیف کو برباد کر گئے — زخم جگر سے تم شفق خوں میں بھر گئے
بیٹا گئے نہ قبر میں بابا کو گاڑ کے!
جنگل بسا دیا مری بستی اجاڑ کے
اعدا سے پھر پکارے بہت بیقرار ہوں — سمجھے ہو کیا رسول کا میں سوگوار ہوں
بیٹا جوان مر گیا میں اشک بار ہوں — آفت میں مبتلا ہوں بلا سے دوچار ہوں
ڈھونڈوں کہاں میں اپنے سعادت نشاں کو
برچھی کہاں لگی مرے کڑیل جوان کو!

سوز ۱۰۴

جس وقت طبل جنگ بجا فوج شام میں — کوشش ہر ایک کرنے لگا ننگ نام میں
تھا شور الوداع کا شہ کے خیام میں — اکبر نے کی یہ عرض جناب امام میں!
حضرت بھی جلد خیمے سے رن کو سوار ہوں
تا جاں نثار آپ کے اوپر نثار ہوں!

سوز ۱۰۵

تباہیں کربلا میں ہم کو کیا معلوم ہوتا ہے — خدا کی بے نیازی کا پتا معلوم ہوتا ہے!
علیؑ کا وہ گھرانہ ہے کہ اس گھر کا ہر اک بچہ — جہاں پیدا ہوا شیرِ خدا معلوم ہوتا ہے!

سوز ۱۰۶

جب سُنا شمر نے سقائے حرم آتا ہے — قوتِ بازوئے سردارِ امم آتا ہے
ہاتھ میں تھامے ہوئے مشک و علم آتا ہے — نہر پہ گوہرِ دریائے کرم آتا ہے!

دی صدا فوج کو ہاں غازیو ہشیار ہو!
اب علمدار کی آمد ہے خبردار ہو

سوز ۱۰۷

کام آئے رفقاء شاہ کے جب میداں میں — شہ نے فرمایا کہ ہم جاتے ہیں اب میداں میں
آ کے مجرا کیا عباسؑ نے تب میداں میں — عرض کی مرنے کو ہم جاتے ہیں اب میداں میں

شہ نے فرمایا کہ تنہا تو نہ چھوڑے جاؤ
بھائی عباس کمر مری نہ توڑے جاؤ

سوز ۱۰۸

جس روز کہ ہو اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ — اور ہوئے عیاں اِذَا النُّجُومُ انْکَدَرَتْ
خاتونِ قیامت یہ کریں گی فریاد — اولاد مری بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ

سوز ۱۰۹

دیکھا جب ہند نے سجادؑ کو زنداں میں اسیر — پوچھا کیا پہنے ہو فرمایا کہ طوق و زنجیر
ہند بولی مجھے اس وقت ہے اندوہ کثیر — کیا خطا تھی جو ہوئے قید کہا بے تقصیر

حال پوچھا تو کہا موردِ آفات ہیں ہم
کہا کیا قوم ہے فرمایا کہ ساداتؑ ہیں ہم

بولی وہ تیرے کوئی پاس ہے کہ لئے خاک نشین! — سر اٹھا کر کہا عابدؑ نے خداوند زمیں
ہاتھ بیووں کی طرف کر کے پکارا وہ حزیں — یہ ہمارے لئے ہم ان کے لئے ہیں غمگیں

بابا صاحب کے گلے پر جو نہ خنجر پھرتا!
ان کے سر کھلے نہیں کانٹوں پہ در در پھرتا

شانِ زینبؑ پر نظر کر کے کہا یا داور — فاطمہؑ خلد سے زنداں میں آئیں کیونکر
دیکھا بانوؑ کو تو کہنے لگی ششدر ہو کر — اے ایران کی شہزادی ہوئی ننگے سر

قدرتِ خالق قیوم نظر آتی ہے!
کوئی زینبؑ کوئی کلثومؑ نظر آتی ہے!

سوز نمبر ۱۱۰

محمدؐ مصطفےٰ نے جس گھڑی دنیا سے رحلت کی ۔۔۔ رسول اللہ کی بیٹی نے اپنی غیر حالت کی
جو دن آیا تو زاری کی جو شب آئی تو رقت کی ۔۔۔ علیؑ کے پاس ہمسایوں نے جا کر یہ شکایت کی
ہم عاجز آتے ہیں اس آپ کی زہراؑ کی زاری سے
انہیں سمجھائیے رو دیں نہ یوں وہ بیقراری سے

سوز نمبر ۱۱۱

مقید کر کے زین العابدینؑ کو لے چلے جس دم ۔۔۔ گلے میں طوق تھا بھاری قدم زنجیر میں پیہم
نظر آئی اسے اک سرو پر قمری بچشم نم ۔۔۔ کہا عابدؑ نے اے قمری تجھے کس بات کا ہے غم
تو از سنجاب داری طوق من از آہن اے قمری
یہ ہیں طوق تو سنگین است یا طوق من اے قمری
تجھ گل سیلی بال کی اور بیٹھے رد کھ کی چھاؤں
میں پہنے اس طوق کو دھوپ میں جاؤں ننگے پاؤں

تیرے گردن کے حلقے نے تجھے جو آن کر گھیرا ۔۔۔ نہ کچھ ایذا تجھے پہنچی سلامت بال و پر تیرا
اِدھر آ دیکھ مجھ قیدی کا تھل جل اور ہے بیڑا ۔۔۔ ادھر بابا مُوا میرا ادھر گھر لٹ گیا میرا
ترا نسبت چہ با من من ز وصل دوستاں دورم
گرفتار و غریب و بیکس و محبوس و رنجورم

سوز نمبر ۱۱۲

اے شافع روزِ جزا بلغ العلےٰ بکمالہٖ ۔۔۔ اے معدن جود و سخا کشف الدجےٰ بجمالہٖ
احد سے تو احمد ہوا حسنت جمیع خصالہٖ ۔۔۔ یعنی محمدؐ مصطفےٰ صلو علیہ و آلہٖ

سوز نمبر ۱۱۳

شمر بولا شہ سے اب بھی کوئی یاور ساتھ ہے ۔۔۔ عاشقِ حق نے کہا روح پیمبر ساتھ ہے
ذبح کرنا ہے تو کر سجدہ میں جاتا ہوں نہیں ۔۔۔ گو نہیں اکبر مگر اللہ اکبر ساتھ ہے

سوز نمبر ۱۱۴

ندیا کنارے بانو بی بی کھڑی پکارے اصغر ہو ۔۔۔ گودی بھری خالی کیو نیند کے مارے اصغر ہو
منہ پر آنچل ڈالے کب سے ٹھاڑی ماں تمہاری ۔۔۔ راج دلارے آنکھوں کے تارے تیر کے مارے اصغر ہو

سوز ۱۱۵

خدا کا خاصہ اُمت کا خلاصہ رسول کا نواسہ کوثر کا لُٹیا!
سخاوت کا داتا بخشش کا بھی داتا شہادت کا ماتا سیس کا دیوتا
فخر خلیل کا شرف اسمٰعیل کا خاوند جبرئیل کا قیامت کا بخشویا
آپ امام امام کا باپ امام کا پوت امام کا بھیّا

سوز ۱۱۶

مدینہ میں ہیں غم کی فراوانیاں — آج مدینہ میں ہیں درد کی جولانیاں
مدینہ میں ہیں اشکوں کی ارزانیاں — آج مدینہ میں ہیں زلزلہ سامانیاں
سیدِ ابرار نے ترک وطن کر دیا!
قوم کے سردار نے ترک وطن کر دیا!
ں سے پردیس میں ظلم اٹھانے چلے — دیں کی بگڑی ہوئی بات بنانے چلے
، اسلام کی شان بڑھانے چلے — خون سے بے شیر کے رنگ جمانے چلے
سیدِ ابرار نے ترک وطن کر دیا
قوم کے سردار نے ترک وطن کر دیا

خلق کے غم خوار سے شہر چھٹا گھر چھٹا — سرورِ کونین کا روضۂ انور چھٹا
قبرِ برادر چھٹی مسکنِ مادر چھٹا — ہائے وہ بیمارِ غم جس سے کہ گھر بھر چھٹا
سیدِ ابرار نے ترک وطن کر دیا
قوم کے سردار نے ترک وطن کر دیا

سوز ۱۱۷

عزیزو آج یہ نیرنگ ہے زمانے میں — علی کی بیٹیاں جاتی ہیں قید خانے میں!
اٹھائے لاکھ ستم تا بہ شام جانے میں — بندھی تھی اک رسن بیکسوں کے شانے میں!
نہ چین پایا نہ سوتے نہ آب و دانہ ملا!
ملا تو شام میں ٹوٹا سا قید خانہ ملا

سوز ۱۱۸

قرآن اکدن بام پر پڑھتی تھیں بنت مرتضےٰ — پڑھتے ہیں قرآن کے سر کی جو نہی سرے سوا
چھپ گیا خورشید تاباں چھا گئی فوراً گھٹا — اک دن یہ شان تھی پرآن کر ایسا ہوا
شامیاں بستہ بازو زینبؓ و کلثوم را!
اے فلک آں ابتدا ایں انتہائے اہلبیت

سوز ۱۱۹

تشنگی

شاہ کی کیوں یاد نہ دلوائے گھٹا   کھیت سے باغ تلک پانی تو برسائے گا
بکہ ان رود نہیں یوں آئے گھٹا جائے گھٹا   دل پہ مجرائی کے کیوں غم کی نہ پھر چھائے گھٹا
شاہ تو پیاسے ہوں اور بوند نہ برسائے گھٹا

سوز ۱۲۰

سنو یارو کام حسینؑ نے رہِ عشق میں بڑا کیا   جو طریقِ عشق میں فرض تھا اسے تیغ تلے ادا کیا
ہر امتحاں وہ زباں سے کہا شکر کہا کیا   تھا لبوں پہ اس کے خدا خدا جو گلا بھی اس کا کٹا کیا
جو خیال یار میں محو ہوا اسے ماسوا کی خبر کہاں
جسے اپنا دم بھی نہ یاد ہو اسے دست و پائی خبر کہاں

سوز ۱۲۱

کبوتر غرقِ خوں دیوارِ صغرا پہ جو آ بیٹھا   ہوئی حیران نہایت رو رو اس طرح سے پوچھا
غش اس کی بو سے آتا ہے بھرا ہے یہ لہو کس کا   کبوتر خاک و خوں میں لوٹ کر اس طرح سے بولا
منم آں قاصدِ خیلِ غریباں چشم تر دارم   بخونِ سیدِ مظلوم غلطاں بال و پر دارم

سوز ۱۲۲

روئیں پربت پہاڑ بھی بن بن پکار   برست سنگت انگار پون بھی سکھ ہار
پڑی کھل بل سگرے سنسار ہیں!
گھٹا چھائی گھنگھور بھیو اندھیر،   اچنبور روئیں دادر اور مور
تڑپت ہیں شیر کچھار میں
مصطفٰےؐ کا نواسا تین رن کا پیاسا   لیے گود میں بالک ذرا سا
تنہا کھڑا ہزار میں!
تن گھائل من نڈھال رکھت مکھ پہ ہال   بچ بچھو تس پہ زہرا جی کا لال
کھڑا عبادت کے بچار میں!

سوز ۱۲۳

شہ کہتے تھے بیٹا مری دوات سے خبردار اے عابدؑ بیمار
اور میری سکینہؑ سے بھی تم رہنا خبردار اے عابدؑ بیمار
ہے کون غریبوں کا بھلا پوچھنے والا جو پانی پلائے
قاسمؑ ہیں نہ اکبرؑ ہیں نہ عباسؑ علمدار اے عابدؑ بیمار

سوز ۱۲۴

اکبرؑ نے کہا بابا دُعا میں پڑھنا   قرآن میری بالیں پہ بہت سا پڑھنا
شاید کہ مری قبر پہ قاصد آ جائے   تلقین کے عوض میں خط صغرا پڑھنا

سوز ۱۲۵

لُٹ لیا بنجارہ بن میں   گھیر لیا بنجارا بن میں
ہائے حسینؑ پیارا رَن میں ہا   بیکس کر کے مارا بن میں !
اک طرف بنجاری روے !
گھر لُٹا گھر باری روے
شہر بانو دکھیاری روے   مالک جس کا مارا بن میں

سوز ۱۲۶

شہ کہتے تھے زینبؑ سے نہ گھبراؤ بہن   روتی ہے سکینہ اسے بہلاؤ بہن
دیکھو نہ تہ زانوئے قاتل ہم کو !
تم سامنے سے بھائی کے ہٹ جاؤ بہن

سوز ۱۲۷

تو اپنے ایک جام پہ نازاں ہے ساقیا   چودہ پلانے والے ہیں پرواہ ہے تیری کیا
بتلائے دیتا ہوں تجھے میخانوں کا پتہ   بطحا و کاظمین و خراسان و سامرا
خورشید مدعا مرا برج شرف میں ہے
اک کربلا میں اک مرا ساقی نجف میں ہے

سوز ۱۲۸

جب حرم آئے امیر شام کے دربار میں   پیشوا زین العبا تھے عترت اطہار میں
طوق اک بھاری پڑا تھا گردن بیمار میں   تھی صدا فریاد کی زنجیر کی جھنکار میں
چشم سے تھے اشک جاری گیسوؤں پر خاک تھی
ساتھ عریاں سر ہر اک بی بی گریباں چاک تھی

سوز ۱۲۹

اے سبطِ نبی وہ کام کر دکھایا تو نے   بگڑے ہوئے کام کو بنایا تو نے
سجدہ میں کٹا کے تو نے گردن واللہ   اسلام کی گردن کو بچایا تو نے

سوز ۱۳۰

لاشے جب زینبؑ کے دونوں لاڈلوں کے شاہ دیں   لائے خیمے میں اُٹھا کر دیتے ہوئے از دشت کیں
بولے زینبؑ سے بہن دونوں تیرے مرے نازنیں   کیا شجاعت سے لڑے ہاں آفریں اُن کے تئیں

آنکھ تک جھپکی نہیں ان دونوں میر شیر و نکی
برق چمکا کی صفِ جنگاہ میں شمشیر دل کی

وہ رے انکی شجاعت واہ رے انکے حواس   بیحواسی بھی پھری گویا نہ انکے گرد و پاس
چور تھے زخموں سے پر چہرے نہ تھے انکے اداس   مثلِ گل ہر زخم پر کھلتے تھے یہ حق شناس

سینکڑوں جیسے لعینوں کے بہم کھاتے تھے وہ
اور اٹھائے باگیں گھوڑوں کی شبھے جاتے تھے وہ

سوز ۱۳۱

ظہر تک جب رفقائے شاہ کے مقتول ہوئے   تھے جو مقبولِ خدا اور بھی مقبول ہوئے
یک قلم صرف خزاں فاطمہؑ کے پھول ہوئے   رو بہ قبلہ شہ دیں شکر میں مشغول ہوئے!

رو کے کہتے تھے کہ اکبرؑ نہیں عباسؑ نہیں
اب امانت کوئی خالق کی مرے پاس نہیں

ولہٗ

اب نہ قاسم مرا باقی ہے نہ اکبرؑ باقی   آج علمدار سلامت ہے نہ لشکر باقی
بھانجے اور بھتیجے نہ برادر باقی   اب فقط سر مرا باقی ہے اور اصغرؑ باقی

مَیں نے جو کچھ تیری درگاہ سے پایا مولیٰ
سب تیری راہ میں خوش ہو کے لگایا مولیٰ

سوز ۱۳۲

نکلے خیمے سے جو ہتھیار لگائے عباسؑ!   چڑھ کے راہوار پہ میدان میں آئے عباسؑ
غل ہوا مشک و علم ساتھ ہیں لائے عباسؑ   بولے اک بوند بھی پانی کی نہ پائے عباسؑ

غم ہے پیاسوں کا سبھی جنگ کے ہتھیار بھی ہیں
لڑنے بھی آئے ہیں پانی کے طلبگار بھی ہیں

سوز ۱۳۳

بشر کے جسم سے رنجِ فراقِ جاں پوچھو   مکیں سے صدمۂ ویرانیٔ مکاں پوچھو
شہید سے المِ خنجر و سناں پوچھو   حسینؑ سے غمِ فرزندِ نوجواں پوچھو
ہوا ورود خزاں باغِ زندگانی میں   پدر سے چھوٹ گئے موسمِ جوانی پوچھو

سوز ۱۳۴

ایمان جس کا پھل ہے وہ ایما حسینؑ ہے — کوثر ہے جس کا قطرہ وہ دریا حسینؑ ہے
بیمار سب جہاں ہے مسیحا حسینؑ ہے — خالق کے بعد بندوں میں یکتا حسینؑ ہے
حقا یہ بے مثال شکیبائی میں ہوا
جس کا شریک کوئی نہ تنہائی میں ہوا

سوز ۱۳۵

جب رات عبادت میں بسر کی شہِ دیں نے — سجدوں میں مہم عشق کی سر کی شہِ دیں نے
دیکھا جو سفیدی کو سحر کی شہِ دیں نے — مڑ کر رخِ اکبرؑ پہ نظر کی شہِ دیں نے
فرمایا سحر قتل کی ظاہر ہوئی بیٹا!
اب اٹھ کے اذاں دو کہ شب آخر ہوئی بیٹا

سوز ۱۳۶

نونہالِ چمنِ فاطمہؑ زہرا حسنینؑ — گلِ گلزارِ علیؑ قامتِ رعنا حسنینؑ
راہیِ خلد بہ دریائے خداوندِ زمیں — نقشۂ ختمِ رسل بود سراپا حسنینؑ

سوز ۱۳۷

آفاق میں کبھی یہ ستم کا چلن نہ تھا — لاشہ کسی بشر کا کبھی بے کفن نہ تھا
قابل اجاڑنے کے علیؑ کا چمن نہ تھا — کنبہ نبی کا لائق طوق و رسن نہ تھا
اس طرح دکھ میں ماؤں سے بچے چھٹے نہ تھے
آگے کسی نبیؐ کے حرم یوں کٹے نہ تھے

سوز ۱۳۸

مضطر دلِ سلطانِ حجازی نہ ہوا! — شہ سا کوئی صفدر کوئی غازی نہ ہوا
قبلہ کی طرف ذبح ہوئے سجدہ میں — ایسا کوئی دنیا میں نمازی نہ ہوا

سوز ۱۳۹

لگے ہتھیار جب اکبرؑ لگانے — لگا ماں کا کلیجہ منہ کو آنے!
گئی چپکے سے عابدؑ کے سرہانے — لگیں بیمار کا شانہ ہلانے!
اٹھو بیٹا کہ گھر لٹ رہا ہے!
علیؑ اکبرؑ بھی اب مرنے چلا ہے

سوز ۱۴۰

اکبرؑ نے کہا بابا عبث روتے ہو ۔ کیوں زخمی مجھے دیکھ کے جی کھوتے ہو
شہؑ نے کہا کس طرح نہ روؤں بیٹا ۔ اٹھارہ برس بعد جدا ہوتے ہو

سوز ۱۴۱

قیامت آئی حرم سرا میں جو شاہ دیں کی سواری آئی
کوئی پکارا کہ آئی آفت کوئی پکاری کہ خواری آئی
اخی کے نزدیک بی بی زینبؑ یہ کرتی با آہ وزاری آئی
کہا بہن کی اجل نہ آئی قریب رحلت تمہاری آئی
زمیں کا پیوند مجھ کو کر دو تو جاؤ مرنے کے تم ارادے
یہ مجھ سے دیکھا نہ جائیگا اب رسول زادے امام زادے

سوز ۱۴۲

عالم میں بے مثال ہے یہ کربلا کی جنگ ۔ یکساں وغا کی بندہ و آقا کو تھی امنگ
کچھ سن کا امتیاز نہ تفریق نسل و رنگ ۔ حق کی صدائے عام تھی میدان تھا نہ تنگ
ہر باوفا حسینؑ کے قدموں میں سو گیا ۔ آقا کا اور غلام کا خون ایک ہو گیا

سوز ۱۴۳

یوں ایک نصاریٰ سے میں از رہِ نادانی ۔ پوچھا کہ مسلمان ہے تو بولا وہ یہ نصرانی
عیسیٰ کے نواسے کو دن عید کے قربانی ۔ کرتے تو ہمیں پھبتا دعوائے مسلمانی

سوز ۱۴۴

ظلم و ستم و جبر کی طاقت لے لی ۔ جو نسل میں جاتی وہ حکومت لے لی
شبیرؑ کے قدموں پہ گرا تاج یزید ۔ بیعت کے طلب گار سے بیعت لے لی

سوز ۱۴۵

پانی جو وہ فاطمہؑ کا جانی مانگے ۔ یعنی علی اصغرؑ کی زبانی مانگے
شمر کہے یہ حرملا سے مارا ایسا تیر ۔ جس کا مارا کبھی نہ پانی مانگے

سوز ۱۴۶

یونہی زیست کے دن گذر جائیں گے ۔ تاسف رہیگا جو مر جائیں گے
یہ کہتی تھی زینبؑ خبر کس کو تھی ۔ کہ اکبر جواں ہو کے مر جائیں گے

سوز ۱۴۷

جواب میں کس کو ہراوّل کا عطا عہدہ ہوا　　کس کا سر قربان فرق سرور والا ہوا
ہیج فوج شام میں اور جنت میں شام　　تھا حر غازی کی قسمت میں یہ سب لکھا ہوا

سوز ۱۴۸

کہتی تھی سکینہ گھر کا جلنا دیکھا　　ماں بہنوں کا بلوے میں نکلنا دیکھا
زنداں میں گئی اور طمانچے کھائے　　اس چار برس کے سن میں کیا کیا دیکھا

سوز ۱۴۹

شہ کہتے تھے خالق کا شناسا ہوں میں　　گر رحم پیمبرؐ کا نواسا ہوں میں
ہاں پانی پلا کے قتل کرنا مجھ کو　　اے شمر کئی روز کا پیاسا ہوں میں

سوز ۱۵۰

مرقد بھی شہیدوں کے بنائے نہ گئے　　کچھ لوگ بھی فاتحہ کو آئے نہ گئے
چالیسویں تک پڑے رہے مقتل میں　　وہ پھول سوئم کو بھی اٹھائے نہ گئے

مخصوص رباعیات و مراثی میر انیس کے چند بند

تیغ حسینی

کاٹھی سے اس طرح ہوئی وہ شعلہ خو جدا　　جیسے کنار شوق سے ہو خوبرو جدا
مہتاب سے شعاع جدا گل سے بو جدا　　سینے سے دم جدا رگ جاں سے لہو جدا
گرجا جو رعد ابر سے بجلی نکل پڑی
محمل میں دم جو گھٹ گیا لیلی نکل پڑی

بچھ بچھ گئیں صفوں پہ صفیں وہ جہاں چلی　　چمکی تو اس طرف ادھر آئی وہاں چلی
دونوں طرف کی فوج پکاری کہاں چلی　　اس نے کہا یہاں وہ پکاری وہاں چلی
منہ کس طرف ہے تیغ زنوں کو خبر نہ تھی
سر گر رہے تھے اور تنوں کو خبر نہ تھی

آیا خدا کا قہر جدھر سن سے آگئی　　کانوں میں الاماں کی صدا سن سے آگئی
دو کر کے خود زین پہ جوشن سے آگئی　　کھینچتی ہوئی زمین پہ توسن سے آگئی
بجلی گری جو خاک پہ تیغ جناب کی!
آئی صدا زمین سے یا بوتراب کی!

عمر سعد کا خطاب حُر سے

حر سے گھبرا کے یہ بولا عمر سعدِ شریر   یہ تو ہے صاف طرفداری شہ کی تقریر
اپنے حاکم کا نہ کچھ ذکر نہ تعریفِ امیر   اللہ اللہ یہ اوصاف یہ مدح شبیرؑ
سُن چکا ہوں میں کہ مضطر ہے کئی راتوں سے
الفتِ شاہ ٹپکتی ہے تری باتوں سے

نہ وہ آنکھیں نہ وہ چتون نہ وہ تیور نہ مزاج   سیدھی باتوں میں بگڑتا یہ نیا طور ہے آج
تخت بخشا ہے محمدؐ کے نواسے نے کہ تاج   جس کو سمجھا ہے غنی دل میں وہ خود ہیں محتاج
کونسا باغ تجھے شاہ نے دکھلایا ہے
کہیں کوثر کے تو چھینٹوں میں نہیں آیا ہے

کیا کسی حور کا دکھلایا ہے حضرت نے جمال   مل گیا سایۂ طوبیٰ کو جو ایسا ہے نہال
قصرِ یاقوت میں پہنچا جو تیرا رنگ ہے لال   کون سے میوۂ شیریں پہ ٹپکتی ہے رال
دفعتاً حق نمک کو بھی فراموش کیا!!
کیا تجھے بادۂ تسنیم نے بیہوش کیا!

میں جہاں دیدہ ہوں سب مجھکو خبر ہے تیری   قرۃ العین محمدؐ پہ نظر ہے تیری

ہونٹ بھی خشک ہیں اور چشم بھی تر ہے تیری   جسم خالی ہے ادھر جان ادھر ہے تیری
راہ میں کچھ جو سلوک اور نوازش کی ہے
تو نے فرزند یداللہ سے سازش کی ہے

خیر مخفی نہ رہے گا یہ قصور اور یہ فتور   لکھیں گے عہدۂ اخبار پہ جو ہیں مامور
حاکمِ شام ہے جابر دسزا دیگا ضرور   گر تجھے دار پہ کھینچے تو کچھ اس سے نہیں دور
سب تری قوم کے سر تن سے جدا ہو جائیں گے
زن و فرزند گرفتار بلا ہو جائیں گے!

خوف کس بات کا پیاسوں نے یہ ٹھہرانا کیا   لب پہ ہر مرتبہ بیکس کی ثنا لانا کیا!
ننگ کی بات ہے دشمن کی طرف جانا کیا   ہو نبی یا کہ وصی جنگ میں شرمانا کیا
ابھی لے جائیں جو شبیرؑ کا سر ہاتھ لگے
خُلد ہم اس کو سمجھتے ہیں کہ زر ہاتھ لگے

(حُر کا جواب)

اک میں کیا ہوں زمانے پہ ہے احسان ان کا   ابرِ رحمت ہیں خطاپوش ہے داماں ان کا
خشک و تر پر ہے کرم خلق میں یکساں ان کا   اے خوشا حال جو غربت میں ہو مہماں ان کا

جنتی ہے جسے حاصل یہ شرف ہوئے گا
جو اُدھر ہوگا خدا اس کی طرف ہوئیگا

یہ ابھی ہاتھ اٹھا کر جو دُعا فرمائیں — جتنے عالم کے گنہگار ہیں بخشے جائیں
حق سے جس شے کے طلبگار ہوں فوراً پائیں — جامِ کوثر پئیں فردوس سے حوریں لائیں
مثلِ خورشید سے روشن وہ شرف ان کا ہے

عملِ خیر سے بہکاتا ہے اور ابلیس لعیں — یہی کونین کا مالک یہی رأس رئیس
کیا مجھے دیگا تیرا حاکم ملعون و خسیس — کچھ تردد نہیں کہدے کہ لکھیں ہیچ نویس
ہاں سوئے ابنِ شہنشاہِ عرب جاتا ہوں
اے ستمگر جو نہ جاتا تھا تو اب جاتا ہوں

صُبح

وہ صبح اور وہ چھاؤں ستاروں کی اور وہ نُور — دیکھے تو غش کرے ارنی گوئے اوجِ طور
پیدا گلوں سے قدرتِ اللہ کا ظہور — وہ جا بجا درختوں پہ تسبیح خواں طیور
گلشن خجل تھے وادیٔ مینو اساس سے
جنگل تھا سب بسا ہوا پھولوں کی باس سے

وہ جوشِ گل وہ نالۂ مرغانِ خوش نوا — سردی جگر کو بخشتی تھی صبح کی ہوا
پھولوں کے سبز سبز شجر سُرخ پوش تھے
تھالے بھی نخل کے سبدِ گل فروش تھے
وہ دشت وہ نسیم کے جھونکے وہ سبزہ زار — پھولوں پہ جا بجا وہ گہرہائے آبدار
اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار — بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار

خواہاں تھے نخلِ گلشن زہرا جواب کے
شبنم نے بھر دیئے تھے کٹورے گلاب کے

علی اصغرؑ کی وکالت

ہر اک قدم پہ سوچتے تھے سبطِ مصطفیٰ　لے تو چلا ہوں فوج عمر سے کہونگا کیا!
نے مانگنا ہی آتا ہے مجھ کو نہ التجا　منت بھی گر کرونگا تو کیا دینگے وہ بھلا

پانی کے واسطے نہ سنیں گے عدو مری
پیاسے کی جان جائے گی اور آبرو مری

پہنچے قریب فوج تو گھبرا کے رہ گئے　چاہا کریں سوال پہ شرما کے رہ گئے
غیرت سے رنگ فق ہوا تھرا کے رہ گئے　چادر پسر کے چہرے سے سرکا کے رہ گئے

آنکھیں جھکا کے بولے کہ یہ ہم کو لائے ہیں
اصغر تمہارے پاس غرض لیکے آئے ہیں

گر میں بقولِ عمر و شمر ہوں گناہ گار　یہ تو نہیں کسی کے بھی آگے قصوروار
شش ماہہ بے زبان نبی زادِ شیر خوار　ہفتم سے سب کے ساتھ پیاسا ہے بیقرار

سن ہے جو کم تو پیاس کا صدمہ زیادہ ہے
مظلوم خود ہے اور یہ مظلوم زادہ ہے

دُعائے امام حسینؑ

تو خالق غفار ہے میں بندۂ احقر　مادر نہیں بابا نہیں نانا نہیں سر پر
دشمن مرے لاکھوں ہیں اور انصار بہتر　اک خشک مرا حلق ہے اور سینکڑوں خنجر

میں یہ نہیں کہتا کہ ظفر دیجیو یارب!
مقبول شہادت تو مری کیجیو یارب!

یارب ہے خطرناک تیرے عشق کی منزل　یہ راہ رسولوں نے بھی کی قطع بہ مشکل
پر کچھ نہیں مشکل جو تیرا فضل ہو شامل　معمور کر اب عشق سے اپنے تو مرا دل

سینے کو مرے مخزنِ تسلیم و رضا کر
ثابت قدمی تو مرے پاؤں کو عطا کر

(امام حسینؑ اور سکینہؑ میں پیار کی باتیں)

یہ ذکر ابھی تھا کہ سکینہ نے پکارا　سونا تو گیا آپ کے ہمراہ ہمارا!
میں جاگتی ہوں اور جہاں سوتا ہے سارا　گردوں پہ چمکنے نہ لگے صبح کا تارا!

نیند آئی ہے بیٹی کو سلا جائیے بابا!
بس ہو چکیں باتیں اب ادھر آئیے بابا

حضرت نے کہا میں تیری آواز کے قربان　اللہ تم ابتک نہیں سوئی ہو مری جان!

غربت میں کہاں راحت و آرام کا سامان   بن باپ کے تمکو تو نہیں چین کسی آن

اچھی نہیں عادت یہ نہ رویا کرو بی بی

پہلو میں کبھی ماں کے بھی سویا کرو بی بی

کیا ہوئے جو ہم گھر میں کسی شب کو نہ آئیں   مجبور ہوں ایسا کہ تمہیں چھوڑ کے جائیں

تم پاؤ نہ ہم کو نہ تمھیں ہم کہیں پائیں   بی بی کہو پھر چھاتی پہ کس طرح سلائیں

جنگل میں بہت قافلے لٹ جاتے ہیں بی بی

برسوں جو رہے ساتھ وہ چھٹ جاتے ہیں بی بی

جب عمر تھی کم ہم بھی چھٹے تھے یونہی ماں سے   سوتے تھے لپٹ کر یونہی خاتون جناں سے

کوچ ان کا ہوا سامنے آنکھوں کے جہاں سے   ماتم سے ملیں وہ نہ بکا سے نہ فغاں سے

یہ داغ یہ اندوہ والم سب کے لئے ہیں

ماں باپ زمانے میں سدا کس کے جئے ہیں

رستہ وہ اجل کا ہے کہ ہوتا ہی نہیں بند   کوچ آج پدر کا ہے تو کل جائیگا فرزند

ہوتا ہے قلق فرقتِ اولاد میں وہ چند   کیا زور ہے بندے کا جو مرضئ خداوند

جو آگئے ہیں دنیا میں وہ سب کوچ کرینگے

اس زیست کا انجام یہی ہے کہ مریں گے

امام حسینؑ کی نصیحت حضرت زینبؑ کو

فرمایا شہ نے صبر بہن چاہیئے تمہیں!   خالق کی یاد ہر ترو ہلن چاہیئے تمہیں

لب پر رضا رضا کا سخن چاہیئے تمہیں   جو ماں کا تھا چلن وہ چلن چاہیئے تمہیں

ہر بار پوچھتے تھے سبب آہِ سرد کا

شکوہ کیا علیؑ سے نہ پہلو کے درد کا

یہ سچ کہ تم کو مجھ سے محبت ہے اے بہن   کیا کیجیے ناگزیر یہ فرقت ہے اے بہن!

پیارے تمہارے بھائی کی رخصت ہے اے بہن   دنیا مقام رنج و مصیبت ہے اے بہن

بھولے نہ یادِ حق کبھی گو حال غیر ہو

اس کی ظفر ہے خاتمہ جس کا بہ خیر ہو

حضرت عباسؑ اپنے گھوڑے پر

کہہ کر یہ بات باگ اٹھائی سمند کی!   صورت بدل گئی فرسِ سر بلند کی

چھل بل ہرن کی تیز پری تھی پرند کی   سرعت بلائیں لیتی تھی ہر جوڑ بند کی

بجلی چمک کے چھپ گئی پارا تڑپ گیا!

جنگل میں یوں اٹھا کہ چکارا تڑپ گیا!

مرکب قدم زمین پہ نہ رکھتا تھا ناز سے   بجلی کو خوف کیا ہے نشیب و فراز سے

چالاکیاں دکھاتا تھا کس امتیاز سے   اڑتا تھا پر صدا نہ نکلتی تھی ساز سے

راکب وہ ہیں جو فرقِ دوعالم کے تاج ہیں
گھوڑا بھی جانتا تھا کہ نازک مزاج ہیں

گھوڑے کی وہ شکوہ وہ شوکت سوار کی	تصویر تھی ہوا پہ ذوالفقار کی
وہ نور وہ چمک علم زرنگار کی!!	خوشبو مہک رہی تھی نسیمِ بہار کی
پنجہ نہ تھا نشانِ ثریا مآب کا!
تھا فرقِ جبرئیل یہ تاج آفتاب کا

گرمی

گرمی کا زور جنگ کی کیونکر کروں بیاں	ڈر ہے کہ مثلِ شمع نہ جلنے لگے زباں
وہ لوں کہ الحذر وہ حرارت کہ الاماں	رن کی زمیں تو سرخ تھی اور زرد آسماں
آبِ خنک کو خلق ترستی تھی خاک پر
گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

وہ لوں وہ آفتاب کی حدت وہ تاب و تب	کالا تھا رنگ دھوپ سے ان کا مثالِ شب
خود نہر علقمہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب	خیمے تھے جو حبابوں کے تپتے تھے سب کے سب
اڑتی تھی خاک خشک تھا چشمہ حیات کا
کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا

آبِ رواں سے منہ نہ اٹھاتے تھے جانور	جنگل میں چھپتے پھرتے تھے طائر ادھر ادھر
مردم تھے سات پردوں کے اندر عرق میں تر	خس خانۂ مژہ سے نکلتی نہ تھی نظر
گر چشم سے نکل کے ٹھہر جائے راہ میں
پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں

دیگر

نمک خوانِ تکلم ہے فصاحت میری	ناطقے بند ہیں سن سن کے بلاغت میری
رنگ اڑتے ہیں وہ رنگین ہے عبارت میری	شور جس کا ہے وہ دریا ہے طبیعت میری
عمر گذری ہے اسی دشت کی سیاہی میں
پانچویں پشت ہے شبیر کی مداحی میں

ایک قطرے کو جو دوں بسط تو قلزم کر دوں	بحرِ مواجِ فصاحت کا تلاطم کر دوں
ماہ کو مہر کروں ذرّے کو انجم کر دوں	گنگ کو ماہر اندازِ تکلم کر دوں!
درد ہوتا ہے بے رنگ نہ فریاد کریں
بلبلیں مجھ سے گلستاں کا سبق یاد کریں

سبک ہو رہی تھی ترازوئے شعر	مگر ہم نے پلہ گراں کر دیا!
مری قدر کر اے زمینِ سخن	تجھے بات میں آسماں کر دیا!

رُباعیاتِ میر انیسؒ

پتلی کی طرح نظر سے مستور ہے تو
آنکھیں جسے ڈھونڈھتی ہیں وہ نور ہے تو
قربت رگِ جاں سے اور پھر اس پہ یہ بُعد
اللہ اللہ کس قدر دور ہے تو!!

دنیا میں محمدؐ سا شہنشاہ نہیں!
کس راز سے خالق کے وہ آگاہ نہیں
باریک ہے ذکرِ قربِ معراج انیسؔ
خاموش کہ یہاں سخن کو بھی راہ نہیں

مائل نہیں طبعِ پاک اِس دُنیا پر
مردم ہیں عبث ہلاک اس دنیا پر
فرزندِ ابوتراب محتاجِ لحد!
تف اس دنیا پہ خاک اس دُنیا پر

انساں ہی کچھ اس دور میں پامال نہیں
سچ ہے کوئی آسودہ و خوشحال نہیں
اندیشۂ آشیان و خوفِ صیّاد
مرغانِ چمن بھی فارغ البال نہیں

نافہم سے کب دادِ سخن لیتا ہوں
دُشمن ہو کہ دوست سب کی سُن لیتا ہوں
چھُپتی نہیں بوئے بوستانِ یک رنگ
کانٹوں کو ہٹا کے پھول چُن لیتا ہوں

رباعیاتِ میر انیسؔ

احباب سے امید ہے بے جا مجھ کو!
امیدِ عطائے حق ہے زیبا مجھ کو!
کیا ان سے توقع کہ میانِ مرقد
چھوڑ آئیں گے اِک روز یہ تنہا مجھ کو

کیوں زر کی ہوس میں آبرو دیتا ہے
نادان یہ کیسے فریب تو دیتا ہے
لازم نہیں اپنے منہ سے تعریف انیسؔ
خالص ہے جو مشک آپ بو دیتا ہے

توقیر تیرے ہی آستانے سے ملی
عزّت تیرے در پہ سر جھکانے سے ملی!
مال و زر و آبرو و دین و ایماں
کیا کیا دولت تیرے خزانے سے ملی

دولت کا ہمیں خیال آتا ہی نہیں
وہ نشۂ فقر ہے کہ جاتا ہی نہیں
لبریز ہیں یہ ساغرِ استغنا سے
آنکھوں میں کوئی غنی سماتا ہی نہیں

افضل ہے اگر ایک تو اعلیٰ ہے ایک
گر غور کرو تو موج دریا ہے ایک
ہیں نورِ محمدؐ و علیؑ ہے واحد
ہیں اسم تو دو مگر مسیحا ہے ایک